باب۔ ۲۴

ترکہ اور وراثت

قرآن: يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ فَإِن كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِن كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِن كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِن لَّمْ يَكُن لَّهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ فَإِن كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ۔

اللہ تم کو تمھاری اولاد کے بارے میں یہ حکم دیتا ہے کہ مردوں کو عورتوں کا دوگنا حصہ ملے، پھر اگر صرف لڑکیاں ہوں دو یا تین یا اس سے زیادہ تو ان کے لیے ترکہ کا دو تہائی، اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اس کو ترکہ کا نصف، اور ماں باپ میں سے ہر ایک کو ترکہ کا چھٹا حصہ، بہ شرطیہ کہ اس کی اولاد بھی ہو، پھر اگر اولاد نہ ہو اور اس کے ماں باپ وارث ہوں تو اس کی ماں کو تہائی، اگر میت کی اولاد نہ ہونے کی صورت میں اور بھائی ہوں تو میت کی ماں کا چھٹا حصہ ہے، وصیت اور قرض ادا کرنے کے بعد [ترکہ تقسیم ہو گا]، تمھیں کیا معلوم کہ باپ دادا اور بیٹوں میں سے کون زیادہ نفع بخش ہے، یہ خدا کے مقرر کردہ حصے ہیں، (النساء:١١) ۔

يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا إِن لَّمْ يَكُن لَّهَا وَلَدٌ فَإِن كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ۔

لوگ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے فتویٰ پوچھتے ہیں، کہہ دیجیے کہ اللہ تمھیں کلالہ کے بارے میں یہ حکم دیتا ہے کہ اگر ایسا کوئی شخص فوت ہو جائے جو بے اولاد ہو، مگر اس کی ایک بہن ہو تو اس کے لیے اس مال کا آدھا حصہ ہے جو اس نے چھوڑا ہے، اور اگر بہن کلالہ ہو تو اس کے مرنے کی صورت میں ایک بھائی ہو تو اس کی وراثت کا بھائی مالک ہو گا، اور بھائی کی موت پر دو بہنیں وارث ہوں تو اس مال کا دو تہائی حصہ ہے جو اس نے چھوڑا ہے، (النساء:١٧٦)۔

حدیث: آنحضرتؐ نے فرمایا کہ فرائض (یعنی ترکہ) اس کے وارثوں اور مستحقین کو پہنچادو۔ اور جو باقی رہے تو وہ اس کے سب سے زیادہ قریبی مرد کے لیے ہے۔ راوی: ابن عباسؓ۔ (صحیح بخاری: ۶۳۰۱)۔

میں مکہ میں بیمار پڑ گیا۔ آنحضرتؐ عیادت کے لیے تشریف لائے۔ میں نے آنحضورؐ سے عرض کیا کہ میرے پاس مال ہے۔ میری بیٹی کے علاوہ میرا کوئی اور وارث نہیں تو کیا میں اپنا ایک یا دو تہائی مال صدقہ نہ کردوں؟ آپؐ نے فرمایا، نہیں اپنے وارثوں کو محتاج چھوڑنے سے زیادہ بہتر یہ ہے کہ تم انھیں مالدار کردو۔ اللہ کی رضامندی کے لیے تم جو کچھ کروگے اس کا تمھیں اجر ملے گا۔ راوی: سعد بن ابی وقاصؓ۔ (صحیح بخاری: ۶۳۰۲)۔

یمن میں ہمارے پاس معاذ بن جبلؓ، امیر اور معلم بن کر آئے۔ ہم نے ان سے (میراث سے متعلق) اُس شخص کے لیے پوچھا جو فوت ہو گیا ہو اور ایک بیٹی اور ایک بہن چھوڑ گیا ہو۔ انھوں نے بیٹی کو نصف اور بہن کو نصف دلایا۔ راوی: اسود بن یزیدؓ۔ (صحیح بخاری: ۶۳۰۳)۔

ابو موسیٰؓ سے بیٹی، نواسی اور بہن کی میراث سے متعلق سوال کیا گیا۔ انھوں نے کہا، بیٹی کے لیے نصف اور بہن کے لیے نصف ہے۔ پھر انھوں نے کہا کہ تم میں ابن مسعودؓ جیسا عالم موجود ہے ان سے پوچھو۔ ابن مسعودؓ نے کہا، نبی مکرمؐ نے حکم دیا ہے کہ بیٹی کو آدھا اور نواسی کو چھٹا حصہ ملے گا۔ یہ دو تہائی ہو گیا۔ اب بچا ایک تہائی، وہ بہن کو ملے گا۔ راوی: ہزیل بن شرجیلؓ۔ (صحیح بخاری: ۶۳۰۵)۔

پہلے مال، اولاد کے لیے اور وصیت، والدین کے لیے تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو منسوخ کرکے وہ چیز لائی جو اس سے بہتر ہے۔ چناں چہ مردوں کو عورتوں کا دوگنا حصہ قرار دیا۔ والدین میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ مقرر کیا۔ بیوی کے لیے (اگر اولاد ہو تو) آٹھواں حصہ اور (اگر اولاد نہ ہو تو) چوتھا حصہ مقرر کیا۔ شوہر کے لیے (اگر اولاد نہ ہو تو) نصف حصہ اور (اگر اولاد ہو تو) چوتھا حصہ مقرر کیا۔ راوی: ابن عباسؓ۔ (صحیح بخاری: ۶۳۰۸)۔

میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق فیصلہ دوں گا کہ بیٹی کے لیے نصف، پوتی کے لیے چھٹا حصہ اور جو باقی بچے بہن کے لیے ہے۔ راوی: ہزیلؓ۔ (صحیح بخاری: ۶۳۱۱)۔

میری بیماری کا سن کر آنحضورؐ عیادت کو تشریف لائے۔ نبی مکرمؐ نے وضو کیا اور بچا ہوا پانی مجھ پر بہایا۔ مجھے ہوش آیا تو عرض کیا کہ میری بہنیں ہیں، (وراثت کے لیے) میں کس طرح فیصلہ کروں؟ اس کے بعد میراث کی آیات نازل ہوئیں۔ راوی: جابرؓ۔ (صحیح بخاری: حدیث ۶۳۱۲)۔

اہم فقہی پہلو: (دیکھیں حاصلاتِ تفسیر صدیقی۔ باب ۴۲)

اسلام سے پہلے ترکہ میں عورتوں کا اور بچوں کا کوئی حصہ نہ تھا۔ یہ بات صرف عربوں سے ہی مخصوص نہ تھی بلکہ اکثر حکومتوں میں اس کا رواج تھا۔ اسلام نے عورتوں کو حصہ دلایا۔ اور تمام قرابت داروں کے لیے بھی ان کے حسبِ حیثیت حصہ مقرر کیا۔

- **جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کے مال کی تقسیم سے قبل مندرجہ ذیل اقدامات ضروری ہیں:**

(۱) مرحوم کے مال و جائیداد کی تفصیل حاصل کی جائیں۔

(۲) اگر اس کی کوئی جائیداد یا مال، مکفول یعنی رہن پائی جائے تو سب سے پہلے اس کا وہ قرض ادا کرنا چاہیے تاکہ مرحوم کا گروی شدہ مال واپس مل سکے۔

(۳) اس کا کفن دفن کیا جائے۔ یہ تو سب پر واضح ہے ہی کہ قرضہ کی وجہ سے مردہ بے گور و کفن نہیں چھوڑا جا سکتا۔ تجہیز و تکفین میں خاندان کی اوسط حالت کا لحاظ رکھا جائے گا۔ نہ اسراف درست ہے نہ تنگ دلی۔

(۴) اس کے بعد، جن جن کے قرضے ہوں انہیں ادا کیا جائے۔

(۵) پھر اس سے جو بچے، وہ ورثہ میں تقسیم کیا جائے۔

- **ورثہ کی تفصیلات درجہ ذیل ہیں:**

(۱) اصحابِ فروض [میراث]: ان کا حصہ، تو اللہ تعالیٰ نے مقرر کر دیا ہے۔

(۲) عصبات [قبیلہ]: ان کا حصہ مقرر نہیں ہے۔ اصحابِ فروض سے جو کچھ بچے گا وہ لیں گے۔ عصبات دو قسم کے ہوتے ہیں۔ (الف) نسبی: جیسے بیٹے، باپ۔ (ب) سببی: یعنی آزاد کرنے والا۔ اگر کوئی قرابت دار نہ ہو تو آزاد کرنے والا بھی عصبہ ہوتا ہے۔ عصبہ نہ ہو تو عصبہ کا عصبہ وارث ہوگا۔

(۳) رَد: عصبہ کے نہ ہونے کی صورت میں ترکہ، نسبی ذوی الفروض میں تقسیم کیا جائے گا۔

(۴) ذوی الارحام: یعنی وہ قرابت دار جو نہ تو ذوی الفروض ہیں نہ عصبہ۔ جیسے، نواسہ، بھانجہ، ماموں اور خالہ وغیرہ۔

(۵) مولیٰ الموالات: یعنی جن میں بھائی چارہ کیا گیا ہو۔

(۶) مقرلہٗ: یعنی جس کا نسب، حدِّ ثبوت کو نہ پہنچا ہو۔

(۷) وصیت: ثلث مال سے زیادہ کی جس کو وصیت کی گئی ہو۔

(۸) بیت المال: یعنی اسلامی فنڈ۔ خیال رہے کہ مسلمان کا چھوڑا ہوا مال کسی طرح غیر مسلم کو نہ پہنچے گا۔ اسلام میں تبنیت (جس میں غیر مسلموں کو وارث بنایا جاتا ہے) نہیں ہے۔ ہندوستان میں اسلامی جاگیریں اور زمینات داخلِ سرکار ہو کر غیر مسلموں کو دے دی جاتی ہیں۔ یہ کسی طور درست نہیں۔

- **سورۃ النسآء کی آیت ۱۱ میں قرآن نے اصحابِ فروض کے لیے ترکہ کی جو تقسیم مقرر کی ہے وہ درجہ ذیل ہے:**

(۱) وارث اگر بیٹا بیٹی ہوں: تو بیٹے کو دو حصے اور بیٹی کو ایک حصہ ملے گا۔ یہ اس لیے کہ عورت کا کفالت کرنے والا اس کا خاوند بھی موجود ہوتا ہے جب کہ مرد تو خود دوسروں کو کما کر کھلاتا ہے۔

(۲) وارث اگر صرف بیٹیاں (دو یا دو سے زیادہ) ہوں: تو ان کو ترکہ کا دو تہائی یعنی ۳ / ۲ حصہ ملے گا۔

(۳) وارث اگر صرف ایک لڑکی ہو: تو اس کو ترکہ کا نصف یعنی آدھا حصہ ملے گا۔

(۴) وارث اگر ماں باپ ہوں: تو ہر ایک کو ترکہ کا سدس یعنی چھٹا حصہ ملے گا، جب کہ مورث کو بیٹا بھی ہو۔

(۵) وارث اگر ماں باپ ہوں لیکن اولاد موجود نہ ہو: تو ماں کو تہائی حصہ اور باپ کو دو تہائی حصہ ملے گا۔

(۶) وارث اگر زوج (شوہر) اور ماں باپ ہوں: تو شوہر کو ترکہ کا نصف یعنی آدھا حصہ ملے گا۔ ماں کو چھٹا حصہ اور باپ کو تیسرا حصہ ملے گا۔

(۷) وارث اگر زوجہ (بیوی) اور ماں باپ ہوں: تو بیوی کو ترکہ کا چوتھائی ملے گا۔ جب کہ ماں اور باپ دونوں کو تیسرا حصہ ملے گا۔ اور باقی کا بارھواں، عصبہ کو دیں گے۔ اس طرح باپ کو مجموعی طور پر بارہ میں سے ۵ واں حصہ ملے گا۔ وارث اگر کئی بھائی ہوں تو ماں کو سدس یعنی چھٹا حصہ ملے گا۔

(۸) بیٹی کے رہتے، نواسے یا پوتی وغیرہ کو کسی نیک کام کے لیے مرحوم کو وصیت کرنے کا حق ہے۔ لیکن یہ وصیت ثلث یعنی تہائی سے زیادہ نہ ہو گی۔ ہاں اگر وارثین اجازت دیں تو ایک تہائی سے زیادہ کے لیے بھی وصیت کی جاسکتی ہے۔

- سورۃ النسآء کی آیت ۱۷۶ کے علاوہ آیت ۱۲، وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّهُنَّ وَلَدٌ فَإِن كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّكُمْ وَلَدٌ فَإِن كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُم مِّن بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَإِن كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ فَإِن كَانُوا أَكْثَرَ مِن ذَٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَىٰ بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ وَصِيَّةً مِّنَ اللَّهِ میں قرآن نے شوہر اور بیوی کے ترکہ کی، خصوصاً کلالہ (جس مرحوم کے ماں باپ زندہ ہوں اور نہ کوئی اولاد ہو) کی جو تقسیم مقرر کی ہے وہ درجہ ذیل ہے:

(۱) بیوی کا ترکہ: کوئی اولاد نہ ہو تو شوہر کو آدھا حصہ ملے گا۔ اور اگر اولاد موجود ہو تو پھر شوہر کے لیے چوتھائی حصہ ملے گا۔

(۲) شوہر کا ترکہ: (الف) کوئی اولاد نہ ہو تو بیوی کو چوتھائی حصہ ملے گا۔ اور اگر اولاد موجود ہو تو بیوی کے لیے ثمن یعنی آٹھواں حصہ ملے گا۔ (ب) شوہر کے ایک بھائی اور ایک بہن وارث ہوں تو ان میں سے ہر ایک کو سدس یعنی چھٹا حصہ ملے گا۔ (ج) شوہر کے دو یا دو سے زیادہ بھائی بہن ہوں تو ان میں سے ہر ایک کو، ایک تہائی حصہ ملے گا۔

- ترکہ میں سے جو لوگ کسی طور حق دار نہیں ٹھہرتے وہ درجہ ذیل ہیں:

(۱) قاتل: کوئی قاتل، مقتول کا وارث نہیں ہو گا۔ اس کی اہم وجہ یہ ہے کہ اس طرح سے مال کے واسطے کوئی کسی کو قتل نہ کر سکے گا۔

(۲) اختلافِ دین: کوئی غیر مسلم، کسی مسلم کا وارث نہ ہو گا۔ مقصد یہ ہے کہ بے دینی کا دروازہ بند کر دیا جائے۔

(۳) اختلافِ دارین: دو جدا ملکوں کے رہنے والے، وراثت کے حقدار نہیں ہوں گے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ دار الاسلام کا مال کسی غیر دار الاسلام میں نہ جائے۔ واضح رہے کہ جب دو ملکوں کی جدا جدا فوج ہو اور ان دونوں ملکوں میں علاحدہ علاحدہ قانون بھی رائج ہوں، تو وہ دو الگ ریاستیں کہلائیں گی۔

(۴) غلامی: کوئی غلام وارث نہ ہو گا۔ کیونکہ غلام، صاحبِ مِلک نہیں ہوتا۔

(۵) جہالتِ موت: یعنی یہ نہ معلوم ہو سکے کہ پہلے کون مرا ہے، مثلاً ایک جہاز میں باپ اور بیٹا سفر کر رہے تھے کہ جہاز ڈوب گیا۔ معلوم نہیں ہو سکتا کہ ان میں سے پہلے کون مرا ہے۔ تو ایسی صورت میں آپس میں کوئی کسی کا وارث نہ ہو گا، ورنہ بے وجہ ترجیح ہو جائے گی۔

نوٹ:

(۱) اوپر بیان کیے گئے تمام حصے، مرحوم کی وصیت اور اس کا قرض ادا کرنے کے بعد طے کیے جائیں گے۔

(۲) فرائض کے مسائل مشکل ہیں۔ لہٰذا ان کے لیے کتاب دیکھنے کی، بلکہ کسی ماہر سے رجوع کرنے کی بھی ضرورت ہے۔

Siddiqui Publications